Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635

Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

Health Issues and Facilities in Pakistan

پاکستان میں صحت کے مسائل اور سہولیات

[1]Dr. Khalid Mahmood
[2]Hina Mehmood Khan
[3]Kashmala Rehman Khattak
[4]Wajid Rahim

[1]Lecturer, Department of Pakistan Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan.
[2]Visiting Lecturer at Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan.
[3]MPhil Scholar at Ziauddin University, Karachi.
[4]Visiting Lecturer at Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan.

Abstract

Pakistan is one of the developing countries of the world where the citizens have to face health issues at large scale. They are deprived from proper care, concentration of doctors, provision of medicines and facility of blood tests and ultrasound etc. The majority of people cannot afford the heavy charges of private hospitals and laboratories in the country. Although, the government has been making the efforts for a long time but the public is not satisfied from these efforts. The majority of people is habitual of taking injections and drips in all over the country; however, a lower proportion of population also get benefits from the other sources of maintaining health including homoeopathic, herbal and spiritual way of treatment.

Keywords: Clinic, Facility, Health, Hospital, Laboratory, Medicine, Treatment.

Article Details:

Received on 22 Nov, 2025
Accepted on 24 Dec, 2025
Published on 25 Dec 2025

Corresponding Authors*

تعارف:

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے جہاں آبادی کی اکثریت غربت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے، یہی وجہ ہے کہ جہاں تعلیم، روزگار اور معیاری خوراک کے حصول میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہاں انہیں علاج معالجے کے لیے بھی متعدد مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں درج ذیل سطور میں پاکستان میں صحت کے مسائل اور سہولیات کی فراہمی کا جائزہ لیا جارہا ہے۔

1۔ پاکستان میں سرکاری ہسپتالوں کی عمومی حالت:

پاکستان میں سرکاری ہسپتالوں کی حالت ہر شخص کسی نہ کسی طرح سے ضرور جانتا ہے۔ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں جہاں آبادی کروڑوں میں جا چکی ہے سرکاری ہسپتال کی سہولت نہ ہونے کے برابر ہے۔ کراچی، لاہور اور پشاور جیسے شہروں میں سرکاری ہسپتال نام کی حد تک تو بہت معروف ہیں جیسے کراچی کا جناح ہسپتال اور سول ہسپتال، اسی طرح لاہور کا میو ہسپتال، راولپنڈی کا بے نظیر ہسپتال اور ہولی فیملی ہسپتال، پشاور کا لیڈی ریڈنگ ہسپتال۔ لیکن جو مریض یہاں جاتے ہیں اِن مریضوں یا اُن کے لواحقین سے حالت زار پوچھی جائے تو اُن کی بات سن کر پتھر دل انسان بھی اپنے آنسو نہ روک سکے۔

ملتان میں معروف و مشہور نشتر ہسپتال گزشتہ برسوں میں عوام کی توجہ کا مرکز بنا تھا جب یہ خبریں سامنے آئیں کہ مردہ خانے سے لاوارث لاشوں کو نکال کر ہسپتال کی چھت پر پھینکا جاتا ہے اور انسانی لاشوں کو گدھ کھا جاتے ہیں۔(1) اسلام نے انسان کو اسکے مرنے کے بعد بھی عزت دی، تکریم دی اور احترام دیا (2) مگر یہاں تو زندہ انسانوں کو اس قدر اذیت دی جاتی ہے جس کی مثال شاید ہی دنیا کے کسی ملک میں ہو۔

اعداد و شمار کے مطابق لاہور جیسے شہر میں 24 سرکاری ہسپتال کام کر رہے ہیں تاہم ان ہسپتالوں کی حالت زار قابل رحم ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان تمام سرکاری ہسپتالوں میں صرف مجبور، بے بس اور غریب لوگ ہی آتے ہیں، جب کہ امیر اور مالدار لوگ علاج کروانے نجی ہسپتالوں کا رخ کرتے ہیں اور وہاں جا کر پیسے خرچ کر کے اچھا اور مہنگا علاج کروا لیتے ہیں، اس کے برعکس سرکاری ہسپتالوں میں غریب عوام کا بہت رش ہوتا ہے، وہاں ڈاکٹروں اور نرسوں کی تعداد بھی مریضوں کی تعداد کے اعتبار سے بہت کم ہوتی ہے۔ (3)

در و دیوار کو دیکھا جائے تو اب اگرچہ سرکاری ہسپتالوں میں عمارات بہتر نظر آتی ہیں لیکن یہاں صفائی کا کوئی بہتر اہتمام نہیں ہوتا، نہ تو خاکروب صفائی کرتے نظر آتے ہیں نہ ہی پینے کا کہیں صاف پانی میسر ہوتا ہے۔ بہت سے ہسپتالوں میں میں بدبودار ماحول کا سامنا مریضوں اور ان کے لواحقین کو کرنا پڑتا ہے۔(4) ٹی وی اور سوشل میڈیا کی رپورٹس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں کے ڈاکٹر قصائیوں سے بھی زیادہ سخت رویہ رکھتے ہیں۔ (5)

اس کی وجہ وہ ماحول ہے جس سے ڈاکٹرز حضرات متاثر ہوتے ہیں کیوں کہ ان کو یہاں کام کرنے کے لیے پیرا میڈیکل اسٹاف کی ضرورت ہوتی ہے اور پیرا میڈیکل اسٹاف ڈاکٹرز سے تعاون کرنے کے بجائے اپنی من مانی کرتا ہے۔ رؤف کلاسرا نے اپنے ایک دوست میجر عامر (ریٹائرڈ) کی بیماری کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ میجر عامر کو طبیعت کی خرابی کے سبب اسلام آباد کے بڑے سرکاری ہسپتال پمز میں داخل کروایا گیا انھوں نے ایک پرائیویٹ کمرہ لے کر مریض کو رکھا تا کہ زیادہ توجہ سے ان کا علاج کیا جا سکے۔ تاہم 24 گھنٹے گزرنے کے بعد بھی کوئی ڈاکٹر روم میں نہیں آیا۔ وی آئی پی روم کی حالت بہت خراب تھی جبکہ واش روم سے بھی بہت گندی بدبو آ رہی تھی، کلاسرا کے بقول جب مریض کو کسی نے دوا نہ دی تو اُس کی طبیعت بگڑ گئی اور مجبوری کے سبب انہیں یہاں سے پرائیویٹ ہسپتال لے جایا گیا جہاں اس مریض کا تسلی بخش علاج ہوا اور مریض کی جان بچی، اب اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں عام آدمی

سے کس طرح کا سلوک ہوتا ہوگا۔تاہم انسانوں کی جان بچانے کے لیے نجی ہسپتالوں کا رخ کرنا پڑتا ہے سرکاری ہسپتال میں تو مریض صرف اپنی موت کا انتظار ہی کر سکتا ہے۔(6)

سروسز ہسپتال لاہور کی روداد بیان کرتے ہوئے ایک معروف صحافی شوکت ڈار نے لکھا تھا کہ اُنکی اہلیہ کو ڈاکٹر نے بتایا کہ ان کے جسم میں رسولی ہے اور آپریشن تجویز کیا۔اس مقصد کے لیے انھیں ہسپتال میں داخل کیا گیا۔صحافی شوکت ڈار گائنی وارڈ کے ساتھ منسلک جگہ سے گزرنے کا چندروزہ تجربہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہاں اُنہیں انتہائی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، بلڈنگ کے سامنے لواحقین کو لمبی قطاروں میں کئی کئی گھنٹوں کھڑا ہونا پڑا تھا۔ گرمی اور شدید حبس کے موسم میں پنکھوں کا کوئی انتظام نہ تھا۔لوگ دھکے کھا رہے تھے۔ جہاں مریض داخل تھے وہاں مریضوں کے لیے بچھائی گئی چادریں بہت میلی اور بدبودار تھی بلکہ اتنی خون آلودہ تھی کہ صورت حال ناقابل بیان ہے۔ مزید یہ کہ گائنی وارڈ کا پیرامیڈیکل اسٹاف مریضوں اور انکے لواحقین کو بلاوجہ تنگ کرتا ہے کہ رشوت دے کر کام کروائیں۔بیڈ کی چادر بدلنے کے لیے بھی رقم دینا پڑتی تھی۔) 7(

یہی حال پاکستان میں موجود دوسرے شہروں کے ہسپتالوں کا بھی ہے۔خاص طور پر دیہاتوں میں تو سرکاری ہسپتالوں میں حالت اتنی خراب ہے کہ ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل اسٹاف کی کمی کے ساتھ ساتھ ہسپتالوں میں رکھی قیمتی مشینری خراب ہو جاتی ہے لیکن وہ مریضوں کے کام نہیں آتی۔مزید یہ کہ بہت سے دیہی علاقوں میں سرکاری ہسپتالوں میں جانور باندھے ہوتے ہیں جبکہ بعض سرکاری ہسپتالوں میں منشیات فروشوں نے اپنے ٹھکانے بنائے ہوتے ہیں۔نومبر 2024 میں ملتان کے نشتر ہسپتال میں ڈائیلیسز کروانے والے 25 مریضوں میں عملے کی غفلت کے سبب ایڈز کے جراثیم منتقل کر دیے گئے تھے۔)8(

2۔مفت دواوں کی عدم فراہمی:

پاکستان میں سرکاری ہسپتال ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں، ہمارے ہسپتالوں کی بلند و بالا عمارتیں محکمہ صحت کی شان و شوکت کو ضرور ظاہر کرتی ہیں نیز ہسپتالوں میں بڑی بڑی مشینریاں بھی موجود ہیں جیسے الٹراساونڈ کی مشینیں،ایکسریز کی مشینیں،اور لیبارٹریوں کی سہولیات۔ہر سرکاری ہسپتال میں اعلی تعلیم یافتہ ڈاکٹرز بھی تعینات ہوتے ہیں۔پیرامیڈیکل ڈسپنسر اور نرسیں وغیرہ بھی موجود ہوتی ہیں۔لیکن ان تمام سہولیات کے باوجود ایک عام شہری کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ اسکا چیک اپ کتنے بڑے ڈاکٹر نے کیا ہے،بلکہ ایک مریض جو غربت کے سبب سرکاری ہسپتال کا چکر لگاتا ہے اسے اس بات سے غرض ہوتی ہے کہ دوائی کتنی مل رہی ہے۔)9(

اگر ایک انتہائی ماہر ڈاکٹر مریض کا معائنہ کرتا ہے اور اسے دوائی باہر میڈیکل اسٹور سے خریدنا پڑے تو اُس کے لیے بہت بڑا بوجھ ہوتا ہے۔اس کے برعکس اگر عام ڈاکٹر کسی غریب شخص کو ہسپتال سے دوائی مفت فراہم کر دے تو وہ اسے بہت بڑی نعمت سمجھتا ہے۔پاکستان میں شہریوں کی بڑی تعداد غربت اور بیروزگاری کی زندگی بسر کرتی ہے جس کے نتیجے میں یہ لوگ اپنا علاج کرانا برداشت نہیں کر سکتے،یہی وجہ ہے کہ غریب لوگ نہ چاہتے ہوئے بھی سرکاری ہسپتالوں کا رُخ کرتے ہیں جسکے سبب انھیں کسی نہ کسی طرح مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔غریب لوگ اپنا روزگار چھوڑ کر مریض کو لے کر سرکاری ہسپتال آتے ہیں وہ سارا دن پرچیاں بنوانے کے لیے اور ڈاکٹر کو دکھانے کے لیے لمبی لمبی قطاروں میں کھڑے رہتے ہیں لیکن جب دواؤں کی باری آتی ہے تو انہیں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دوائی بازار سے ملے گی۔اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حکومت پاکستان اپنے بجٹ میں ادویات کی فراہمی کے لیے سالانہ کروڑوں روپے رکھتی ہے لیکن غریب لوگوں تک ادویات نہیں پہنچتیں۔اس کی سب سے بڑی وجہ سرکاری محکموں میں پائی جانے والی مالی بدعنوانی ہے(10) کیوں کہ آئے روز اخبارات اور

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635 Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

ٹی وی میں یہ خبریں چھپتی رہتی ہیں کہ سرکاری ہسپتالوں کی ادویات بازار میں بیچ دی جاتی ہیں۔ کراچی کے سب سے بڑے جناح ہسپتال میں جانے والے مریضوں کا کہنا ہے کہ کینسر کے مریضوں کو جو ٹیکے لگائے جاتے ہیں وہ انتہائی مہنگے ہیں اور ڈاکٹر یہ دوائیاں مریضوں کو تجویز تو کرتے ہیں لیکن سرکاری ڈسپنسری سے دینے کی بجائے کسی مخصوص میڈیکل اسٹور پر بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پینتیس ہزار والا ٹیکہ آپ کو اٹھارہ ہزار روپے میں ملے گا اس طرح غریب افراد جو سرکاری ہسپتال کا رخ کرتے ہیں وہ آخر کار مایوس ہو جاتے ہیں۔ یہی مایوسی پاکستان میں ہر حکومت کی کارکردگی پر سوالیہ نشان رہی ہے۔

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے جہاں آدھی سے زیادہ آبادی غربت میں مبتلا ہے۔ تعلیم کی کمی کے سبب عام افراد کو اپنے حقوق کا علم بھی نہیں ہوتا، لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اگر ان کی حق تلفی کی جا رہی ہو تو انہیں کس کے پاس جا کر شکایت کرنا ہوگی۔ گزشتہ سالوں میں پاکستان کے سابق وزیر اعظم عمران خان نے اس مقصد کے لیے ایک موبائل ایپ پاکستان سٹیزن پورٹل کی بنیاد رکھی تھی جو آج بھی کام کر رہی ہے۔ اگرچہ اس ایپ سے عوام کو بظاہر خاطر خواہ فائدہ تو نظر نہیں آتا لیکن پڑھے لکھے لوگوں کی شکایات کے اندراج کے نتیجے میں سرکاری اداروں کی کارکردگی میں نمایاں حد تک بہتری نظر آتی ہے۔ ہمارے ہاں لوگوں کی مصروفیت اتنی زیادہ ہے کہ ان کے پاس اپنے طبّی معائنہ کے لیے بھی وقت نہیں ہوتا اور جب وقت ہوتا ہے تو ادویات خریدنے کے لیے ان کے پاس رقم نہیں ہوتی، اس طرح علاج معالجے میں بڑی حد تک تاخیر بھی ہو جاتی ہے۔ سرکاری ہسپتال پاکستان کے کسی بھی صوبے یا شہر میں کیوں نہ واقع ہوں کارکردگی کے اعتبار سے عوام کہین بھی مطمئن نہیں کیوں کہ محکمہ صحت میں موجود مافیاز نے ہر جگہ اپنے پنجے گاڑھ رکھے ہیں۔ دنیا بھر میں ترقی یافتہ ممالک میں سب لوگوں کو صحت کی یکساں اور معیاری سہولیات حاصل ہوتی ہیں اور وہاں علاج کے لیے سرکاری ہسپتال میں کسی غریب انسان کو بھی اتنی ہی عزت میسر ہوتی ہے جتنی کہ امیر آدمی کو۔ اس کے برعکس پاکستان جیسے ملک میں بااثر لوگ تو بغیر کسی قطار میں کھڑے سیدھی پرچی بنواتے ہیں، فوراً ڈاکٹر سے ملتے ہیں، ڈاکٹر اپنی باری پر کھڑے انتظار کرنے والے مریضوں کو چھوڑ کر اپنے جاننے والوں یا سفارش والوں کو دیکھنا شروع کر دیتا ہے، اس طرح انتہائی پڑھے لکھے ڈاکٹرز بھی غریب لوگوں کا کسی نہ کسی شکل میں استحصال کرتے ہیں۔

پاکستان میں ادویات سازی اور ان کی خرید و فروخت کا کام ایک گورکھ دھندا بن چکا ہے (11) پاکستان میں ایک ہزار کے لگ بھگ کمپنیاں ہیں جو ادویات کی تیاری کا کام کرتی ہیں، ان کے نمائندے سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کے پاس جا کر انہیں ادویات کے نمونے مفت دیتے ہیں کہ یہ مریضوں کو استعمال کرائیں پھر ان ڈاکٹروں کو بہت سے تحائف بھی دیئے جاتے ہیں تاکہ ڈاکٹرز ان کی کمپنیوں کی ادویات لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تجویز کریں۔

دوسری جانب پاکستانی عوام ڈرپ لگوانے، انجکشن لگوانے اور گولیاں اور کیپسول کھانے کے عادی ہو چکے ہیں۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ادویات کی فروخت کوئی معمولی کام نہیں بلکہ وہاں تو ادویات نہ دینے کی پالیسی رائج ہے۔ کسی زیادہ بیمار فرد کو بھی دو دن سے زیادہ کی دوا نہیں دی جاتی لیکن پاکستان میں معمولی بیمار افراد کو بھی کئی کئی اقسام کی ادویات دی جاتی ہیں، ایسی ادویات جن کی ضرورت ہی نہیں ہوتی وہ ادویات بھی کھلا کھلا کر لوگوں کو اتنا عادی بنا دیا گیا ہے کہ ہر غریب مزدور جو سارا دن مشقت کر کے 1200 روپے روزانہ کماتا ہے، شام کو میڈیکل اسٹور پر 150 روپے کی دوا بھی لازمی خریدتا ہے۔

اگر سرکاری ہسپتالوں میں ادویات فراہم حکومت کے لیے ناممکن ہو تو ڈاکٹرز پر یہ پابندی ضرور لگا دی جائے کہ وہ مریضوں کو نجی میڈیکل اسٹوروں پر ادویات کی خریداری کے لیے نہ بھیجیں۔ پاکستان میں اگر بہتری کے لیے چند اقدامات ہی اٹھا لیے جائیں تو ملک میں عوام کی صحت کی حالت کافی بہتر ہو جائے گی۔

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635 Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

POLICY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW PJSSR
HTTPS://JOURNALOFSOCIALSCIENCEREVIEW.COM/INDEX.PHP/PJSSR

3 ۔اتائی ڈاکٹروں کی بہتات:

لفظ اتائی کا مطلب ہے ایسا شخص جو اپنا علم وہنر یا فن بغیر کسی استاد سے حاصل کرے یا غیر تربیت یافتہ ہو مگر خود سے تجربے کر کے کسی علم یا ہنر کو سیکھنے کی کوشش کرے۔اتائی ڈاکٹر کو نیم حکیم کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔پاکستان میں اتائی ڈاکٹروں کو شہری اور دیہی دونوں علاقوں میں یکساں دیکھا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں اتائی ڈاکٹروں کی بھرمار ہے یہ ہر شہر میں اپنے کلینک اور ہسپتال چلا رہے ہیں۔خاص طور پر گائنی کے شعبہ میں خواتین اتائی ڈاکٹروں کی بھی موجودگی بڑے پیمانے پر دیکھی جاسکتی ہے۔یہ خواتین کچھ عرصہ نرسنگ،دائی یا لیڈی ہیلتھ ورکر کا کام کرتی ہیں اور پھر اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر لکھ کر کلینک بنا لیتی ہیں۔اسی طرح چھوٹے شہروں میں بھی بطور ڈاکٹر کام کرنا شروع کر دیتی ہیں۔یہ خواتین کم تنخواہ پر کام کے لیے راضی ہو جاتی ہیں،لہٰذا ہسپتال والے ایک لیڈی ڈاکٹر کے زیر سایہ انہیں ہیلپر ڈاکٹر کے طور پر رکھ لیتے ہیں۔

پاکستان میں چونکہ جانچ پڑتال کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں۔یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی اتائی یا اناڑی مرد یا خاتون کسی بھی جگہ کلینک کھول کر لوگوں کا علاج شروع کر دیتا ہے۔اگر شروع میں آنے والے چند مریض ٹھیک ہونا شروع ہو جائیں تو وہ پورے علاقے میں قابل ڈاکٹر کے طور پر مشہور ہو جاتا ہے اور اسے اس کی شہرت کے سبب کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ان ڈاکٹرز کے ہاتھوں کبھی کبھی انسانی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں خاص طور پر غلط ٹیکہ لگانے کی وجہ سے انسان زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ایسی صورت میں یہ ڈاکٹرز مرد ہوں یا خاتون، فوری طور پر ہسپتال سے فرار ہو جاتے ہیں اور بعد ازاں رقم خرچ کر کے اپنی ضمانتیں منظور کروا لیتے ہیں۔پاکستان میں اتائی ڈاکٹروں نے دانتوں کے علاج کی ہزاروں دکانیں بنا رکھی ہیں۔یہ ڈاکٹرز تو نہیں ہوتے بلکہ کسی ڈاکٹرز کے پاس چند ماہ کام سیکھ کر یا کہیں اسسٹنٹ وغیرہ کا ڈپلومہ مکمل کر کے بطور دانت ساز Dentist اپنا کلینک شروع کر دیتے ہیں۔چونکہ ان کے کام کی نوعیت فنی قسم کی ہوتی ہے لہذا وہ پکڑے نہیں جاتے کیونکہ ان کے ہاتھوں کوئی مریض موقع پر نہیں مرتا۔تاہم پاکستان میں ان کی وجہ سے ہیپاٹائٹس، کینسر اور ایڈز جیسے مریضوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔سال 2024 میں ڈیرہ غازی خان کے ایک گاؤں میں 50 فیصد سے زیادہ مریضوں میں ایڈز کے جراثیم پائے گئے جو کہ محکمہ صحت اور حکومت پاکستان کی غفلت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔روزنامہ دنیا نیوز میں 14 دسمبر 2025 کو ایک خبر شائع ہوئی جس کے مطابق ضلع ڈیرہ غازی خان میں ایڈز کے رجسٹرڈ مریضوں کی تعداد 4760 تک شمار ہو چکی تھی۔جبکہ ڈاکٹروں کے خیال میں دس ہزار سے زیادہ مریض ایسے ہوں گے جو رجسٹرڈ نہیں ہوئے۔یہ مریض خوف کی وجہ سے لیبارٹری میں ٹیسٹ کے لیے بھی نہیں جائے۔خبر کے مطابق ایڈز پھیلنے کی بڑی وجہ غیر شہری علاقوں میں اتائی ڈاکٹروں کا گندے میڈیکل آلات اور ایک ہی سرنج کا زیادہ مرتبہ استعمال اور غیر محفوظ طریقہ سے خون کے نمونے حاصل کرنا تھا۔

جب تک ان اتائی ڈاکٹروں کے خلاف خاطر خواہ کارروائی نہیں ہو گی ملک بھر میں یہ لوگ مریضوں کی جان سے کھیلتے رہیں گے اور عام لوگوں کا کوئی بھی پرسان حال نہ ہو گا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ عام لوگوں میں اس بات کا شعور پھیلایا جائے کہ اول تو غیر ضروری طور پر کسی ڈاکٹر کے پاس جانے سے بچنے کی کوشش کی جائے۔اور جب ہسپتال جانا ضروری ہو تو محلے کے اتائی ڈاکٹروں کے پاس جانے کی بجائے مستند ڈاکٹر کے پاس جایا جائے۔پاکستان میں انجکشن لگانے پر بھی پابندی ہونی چاہیے اور اسے صرف سنگین حالت میں استعمال کرنے کی اجازت ہو جب مریض کی جان بچانے کے لیے انجکشن ضروری ہو۔

4۔غیر سرکاری پر مہنگی سہولیات:

پاکستان میں سرکاری ہسپتال عوام کی ضروریات پوری کرنے سے محروم ہیں،اس کی بڑی وجہ بڑھتی ہوئی آبادی اورافراد کی خراب صحت ہے۔سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کارش بہت زیادہ ہوتا ہے، لمبی قطاریں،ڈاکٹروں کی ڈانٹ ڈپٹ اور مریضوں کے ساتھ بہ تمیزی،پیرا میڈیکل اسٹاف کا غیر موزوں رویہ اور ادویات کا نہ ملناایسی وجوہات ہیں جو غریب افراد کو بھی نجی ہسپتالوں کارخ کرنے پر آمادہ کرتی ہیں۔

دوسری جانب اگر کوئی سرکاری ہسپتالوں میں جا کر ڈاکٹر سے معائنہ کروانے میں کامیاب ہو جائے تو لیبارٹری ٹیسٹ یاالٹراساؤنڈ کے لیے انہیں بھی نجی لیبارٹریوں کارخ کرناپڑتا ہے۔اکثر لیباٹریوں میں سرکاری سطح پر ٹیسٹ کی کچھ سہولیات ہوتی ہیں اور کچھ نہیں ہوتیں۔جہاں الٹراساؤنڈارجنٹ کرانا ہو تو کہا جاتا ہے سرکاری ہسپتال میں الٹراساؤنڈ مشین خراب ہے آپ باہر سے یہ ٹیسٹ کروالیں۔اس طرح مریض کو جب ٹیسٹ کے لیے ہسپتال سے باہر جاناپڑے،پھر رپورٹ لے کر دوبارہ ہسپتال آناپڑے جو کہ اگلے دن ہی ممکن ہوتا ہے پھر ادویات کے لیے بھی نجی میڈیکل اسٹور کارخ کرناپڑے تو لوگ سرکاری علاج سے تنگ آجاتے ہیں۔

نجی ہسپتالوں میں جانے سے لوگ گریز کرتے ہیں لیکن مجبوری کے سبب ہی انہیں سرکاری ہسپتال چھوڑ کر نجی ہسپتالوں کارخ کرناپڑتا ہے۔پرائیویٹ یا نجی ہسپتال بہت مہنگے ہیں وہاں ڈاکٹروں کی چیک اپ فیس،لیبارٹری ٹیسٹ اور بیڈ چارجز سبھی کچھ بہت مہنگا ہوتا ہے۔امیر لوگ تو جاتے ہیں ان ہی ہسپتالوں میں ہیں لیکن غریب لوگوں کو بھی اپنے مریض کی جان بچانے کے لیے نجی ہسپتال جاناپڑتا ہے،یہاں بہت سے ہسپتالوں میں لوٹ مار کا بازار بھی گرم ہوتا ہے،لوگوں کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔(12) میڈیکل کے ٹیسٹ بار بار کروائے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے ہم مریض کا تسلی بخش علاج کر رہے ہیں۔

نجی ہسپتالوں میں بھی اب رش ہوتا ہے،اب جن لوگوں کے پاس پیسہ بہت زیادہ ہے وہ نجی ہسپتالوں میں بطور فیشن چلے جاتے ہیں۔دوسرا بڑا سبب جسمانی ورزشوں کی کمی ہے لوگ اب دفاتر اور گھروں تک محدود ہو چکے ہیں۔چینی کہاوت ہے کہ جس ملک میں کھیلوں کے میدان آباد ہوں اس ملک کے ہسپتال ویران ہوتے ہیں۔چونکہ پاکستان میں کھیلوں کے میدان ویران ہیں اس لیے ہمارے قبرستان آباد ہیں۔(13)

حکومت پاکستان نے نجی ہسپتالوں کی مانیٹرنگ اور ان کی قیمتوں کو کنڑول کرنے کے لیے کوئی خاطر خواہ نظام نہیں بنایا۔ہر ہسپتال میں ڈاکٹرز کے چیک اپ کی اپنی فیس ہوتی ہے۔جو عام طور پر 500 سے 7000 روپے تک ہوتی ہے اسی طرح داخلہ کے بعد روم کا کرایہ اور لیبارٹری ٹیسٹ کے اخراجات الگ ہوتے ہیں۔

پاکستان میں بے شمار سرکاری ہسپتال میں جہاں شام کے اوقات میں نجی مریضوں کو دیکھا جاتا ہے جیسا کہ ملٹری ہسپتال،سی ایم ایچ،نیوی اور فضائیہ کے زیر اہتمام ہسپتال،بنیادی طور پر یہ ہسپتال عسکری ملازمین اور ان کے اہل خانہ کے لیے بنائے گئے تاہم یہاں غیر سرکاری لوگوں کا علاج بھی بطور پرائیویٹ مریض کیا جاتا ہے جبکہ ان ہسپتالوں میں لوٹ مار کا سلسلہ نہیں ہوتا۔میڈیکل چیک اپ اور ٹیسٹ بھی مناسب قیمت پر ہو جاتے ہیں لیکن یہ ہسپتال پاکستان میں کروڑوں کی تعداد میں مریضوں کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے پھر یہ ہسپتال اشتہارات چلا کر اپنی تشہیر بھی نہیں کرتے۔پاکستان میں کنٹونمنٹ بورڈ،ریلوے،پولیس فاؤنڈیشن،اٹامک انرجی اور فوجی فاؤنڈیشن جیسے ادارے بھی صحت کی سہولیات تمام افراد کو کم نرخوں پر فراہم کرتے ہیں لیکن پاکستان میں بڑھتی ہوئی آبادی اور مریضوں کی تعداد ان ہسپتالوں کی قوت برداشت سے کہیں زیادہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں نجی کلینک قائم کرنا اور نجی ہسپتالوں کا قیام دورِ حاضر میں ایک

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635 Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

وسیع کاروبار ہی نہیں بلکہ ایک انڈسٹری بن چکا ہے۔اور یہ صنعت بے شمار دیگر صنعتوں کو فروغ دے رہی ہے جیسا میڈیسن کی تیاری کی کمپنیاں، آلات جراحی کے کارخانے اور ملٹی وٹامن ادویات کی تیاری اور خرید وفروخت، یہ سب نجی ہسپتالوں کے تعاون سے چل رہا ہے جو پاکستان کے شہریوں کی صحت اور آنے والی نسلوں کے لیے بھی خطرناک عمل ہے۔(14) پاکستان سے بڑے نجی ہسپتالوں میں آغا خان ہسپتال، لیاقت نیشنل ہسپتال، شفاانٹرنیشنل ہسپتال، قائداعظم انٹرنیشنل ہسپتال اور بحریہ انٹرنیشنل ہسپتال معروف ہیں۔

5 ۔ ہومیوپیتھک علاج کی سہولیات:

ہومیوپیتھک قدیم طریقہ علاج ہے جس میں روز بروز جدت آرہی ہے اور نئی ادویات میں اضافہ ہو رہا ہے۔یورپ کے ممالک میں یہ طریقہ علاج رائج ہے جو خطرناک بیماریوں کا علاج کرتے میں بہت معاون ہے۔

پاکستان میں اگرچہ ہومیوپیتھک کے نجی اور سرکاری تعلیمی ادارے موجود ہیں مگر ان سے عوام کو خاطر خواہ فائدہ نظر نہیں آتا۔دنیا بھر میں یہ طریقہ علاج بہت تیزی سے کام کرتا ہے مگر پاکستان میں بہت سست رفتار ہے۔(15) اس کی ایک وجہ تو یہ ہے لوگ انگریزی ادویات کے عادی ہیں۔بہت سے ڈاکٹر پہلی بار ہی مریض کو بہت سخت طاقت میں ادویات دیتے ہیں انگریزی دواؤں کے استعمال سے مریضوں کا جسم ہومیوپیتھک ادوایات کو تسلیم نہیں کرتا اور ہومیوپیتھک ڈاکٹر کے بارے میں یہ بات پھیل جاتی ہے کہ وہ قابل ڈاکٹر نہیں ہے۔دوسرا پاکستانی مریض ٹیکہ لگوانے کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ یوں کہا جائے کہ بیماری کی حالت میں ٹیکہ اور ڈرپ لگوانا ہمارا کلچر بن چکا ہے جو انتہائی خطرناک کام ہے۔تیسری وجہ پاکستانی عوام میں صبر نہیں ہے وہ کہتے ہیں ہومیو کی دوا تین دن بعد ٹھیک کرے گی اور ہمیں ابھی گولی کھا کر ملازمت کے لیے جانا ہے۔

ان وجوہات کی بنیاد پر پاکستان میں ہومیوپیتھی کا طریقہ علاج بہت کامیاب نہیں(16) لیکن ہومیوڈاکٹرز کسی نہ کسی حد تک عوام کو انگریزی ادویات کی بھرمار سے بچانے کے لیے اہم کردار ادا کر چکے ہیں۔حکومت نے بڑے شہروں میں ہومیوپیتھی کے چند میڈیکل کالج کھول رکھے ہیں۔اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ہومیو کی تعلیم کا شعبہ قائم ہے۔کراچی میں ناظم آباد کے علاقے میں ایک بڑا ہومیو کالج اور ہسپتال قائم کیا گیا ہے جسے پاکستان سنٹرل ہومیوپیتھک میڈیکل کالج کا کا نام دیا گیا ہے۔یہ کالج 1951 میں قائم ہوا جو ہومیو کی تعلیم کا پاکستان میں پہلا ادارہ تھا۔اسی طرح لاہور میں بھی سرکاری کالج قائم کیا گیا تھا جو حکومت پاکستان نے ہومیو میں ڈاکٹرز کی تربیت کے لیے بنایا تھا۔اس کا نام لاہور ہومیوپیتھک میڈیکل کالج اینڈ ہسپتال ہے۔

اس کے علاوہ حکومت پنجاب نے پنجاب بھر کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں ہوپیتھک میڈیکل آفیسر تعینات کیے ہیں۔ان تمام ہسپتالوں میں مریضوں کا مفت چیک اپ اور مفت ہومیوادویات دی جاتی ہیں۔تاہم ملک میں موجود مریضوں کی بہت بڑی تعداد کو اس بات کا علم ہی نہیں ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں ہومیوپیتھی کا شعبہ موجود ہوتا ہے جہاں مریضوں کو مفت ادویات دی جاتی ہیں۔

ہومیوپیتھی کی ترقی اور اس علم کی ترویج کے لیے حکومت نے نیشنل کونسل فار ہومیوپیتھی کے نام سے ادارہ قائم کیا جو سرکاری اور نجی ہومیو میڈیکل کالجز کی نگرانی کرتا ہے اور تمام ہومیوڈاکٹرز کو رجسٹریشن یا لائسنس جاری کرتا ہے۔پاکستان میں زیادہ تر جرمنی کی کمپنی شوابے کی ادویات استعمال کی جاتی ہیں تاہم اب پاکستانی کمپنیاں جیسے مسعود، کینٹ، اور کمال ہومیو لیبارٹریز دواسازی میں اپنا نام بنا چکی ہیں۔مکتوم ہومیو نارما بھی پاکستان میں یہ ادویات بنا رہی ہے۔بی ایم اور ڈاکٹر ضیا فارماسیوٹیکل بھی اہم کمپنیوں میں شمار ہوتی ہیں۔

Policy Journal of Social Science Review

Online ISSN 3006-4635 Print ISSN 3006-4627

Vol. 3 No. 12 (2025)

6۔ حکیمی علاج کی سہولیات:

پاکستان میں حکیمی طریقہ علاج بہت قدیم ہے، اسے یونانی اور آیورویدک طریقہ علاج بھی کہا جاتا ہے، بنیادی طور پر یہ طریقہ علاج جڑی بوٹیوں کے استعمال پر مشتمل ہوتا ہے۔ درختوں کے پتے، چھال، گوند، پھل اور بیجوں کے ساتھ ساتھ جڑوں کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں حکمت کے طریقہ علاج کی سرپرستی کے لیے جو ادارہ قائم ہوا ہے اُسے Tibb National count for یعنی قومی طبّی کونسل کیا جاتا ہے۔ یہ کونسل طب یونانی اور آیورویدک طب کی تعلیم کے فروغ، نصاب کی تیاری، امتحانات کا انعقاد اور حکیموں کو پریکٹس کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ تاہم عملی طور پر یہ اپنا کام کرنے میں کوئی بہترین کارکردگی ظاہر نہ کر سکی۔ کیونکہ پاکستان میں ہر دیہات اور شہر میں غیر مستند حکماء بیٹھے ہیں جو انسانی جانوں سے کھیل رہے ہیں۔ صرف یہی نہیں معاملہ اس سے بھی خطرناک ہے۔ جو لوگ طب کی تعلیم حاصل کر کے امتحان پاس کرتے ہیں۔ ان کے پاس سند اور لائسنس تو اصلی ہوتا ہے لیکن وہ غیر معیاری ادویات فروخت کرتے ہیں جبکہ انہیں پوچھنے والا اور ان کو چیک کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ مسلمان حکماء نے زمانہ قدیم میں طب کے شعبہ میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان قدیم حکیموں میں ابن سینا انتہائی شہرت کے حامل ہیں۔ جو 980 عیسوی میں پیدا جبکہ 57 سال کی عمر میں 1037 عیسوی میں وفات پائی، ان کو ان کی خدمات کی وجہ سے بابائے طب بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی سب سے مشہور کتاب کا نام، القانون فی الطب ہے۔ اس کے علاوہ ابو بکر الرازی بھی نامور حکیم تھے جو 865 عیسوی میں پیدا ہوئے اور 60 برس کی عمر میں 925 عیسوی میں وفات پائی، یہ بہت بڑے کیمیادان بھی تھے۔ خسرہ اور چیچک جیسی خطرناک بیماریوں کا علاج کرنے میں ماہر تھے۔ طب کے حوالے سے ان کی کتاب الحاوی شہرت کی حامل ہے۔ اگر سرجری کے شعبہ کو دیکھا جائے تو ابو القاسم الزہراوی ایک عظیم سرجن اور سرجری کے آلات بنانے میں ماہر تھے آپ 936 عیسوی میں پیدا ہوئے اور 1013 عیسوی میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کے علاوہ ابن النفیس، ابن رشد، ابوریحان البیرونی، ابن زہر، ابن ماجا اور ابن خلدون بھی طب کے علوم میں ماہر لوگ تھے۔

دور جدید میں حکیم محمد سعید کا نام نمایاں ہے۔ جنہوں نے ہمدرد لیبارٹریز (وقف) پاکستان کی بنیاد رکھی، اپنی ساری زندگی طب کی سربلندی کے لیے گزار دی، آپ نے سب لوگوں کو سادہ زندگی بسر کرنے، ہلکی ورزش کرنے، تازہ پھل اور سبزیاں استعمال کرنے اور نماز کی پابندی کی تلقین کی۔ آپ 1920 میں پیدا ہوئے اور 1998 میں کراچی میں شہید کر دیئے گئے۔ آپ ساری زندگی ہمدرد لیبارٹریز کے ناظم رہے، آپ کی علمی قابلیت کے تناظر میں آپ کو سندھ کا گورنر بھی مقرر کیا گیا۔ آپ نے دہلی یونیورسٹی اور جامعہ انترہ میں تعلیم پائی تھی۔ حکومت پاکستان نے آپ کو نشان امتیاز سے نوازا تھا۔ پاکستان میں دیسی دواؤں کی بہت سی لیبارٹریاں اور دواساز کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔ ان میں ہمدرد، قرشی، اجمل اور اشرف لیبارٹریز نمایاں ہیں۔

7۔ حکومتی سہولیات:

پاکستان میں حکومت اپنے وسائل کے مطابق عوام کو ہر ممکن صحت کی سہولت فراہم کرنے میں کوشاں ہے مگر ملک میں بڑھتی ہوئی آبادی کے سبب صحت کے شعبہ میں حالات عملی طور پر بہت خراب ہیں، اقتصادی سروے آف پاکستان 25-2024 کے مطابق پاکستان میں ہسپتالوں کی کل تعداد 1696 تھی جنہیں حکومت نے عوام کے لیے قائم کیا، اسی طرح حکومت کے زیر اہتمام بنیادی مراکز صحت کی تعداد 5434 تھی جبکہ اس عرصہ میں 1 ہزار بچوں کی پیدائش کے وقت 50 بچوں کی اموات شمار کی گئیں۔ اوسط عمر کا تناسب 67 سال شمار ہوا تھا۔ پاکستان میں مستند رجسٹرڈ ڈاکٹروں کی کل تعداد تین لاکھ، انیس ہزار، پانچ سو

Policy Journal of Social Science Review
Online ISSN 3006-4635
Print ISSN 3006-4627
Vol. 3 No. 12 (2025)

بہتر تھی۔اس رپورٹ کے مطابق پاکستان ایٹامک انرجی کمیشن کے زیر اہتمام سال میں 40ہزار کینسر کے مریضوں کا علاج کیا گیا تھا۔پاکستان میں مریضوں کے لیے نہ صرف ڈاکٹرز بلکہ نرسوں کی تعداد میں بھی واضح کمی پائی جاتی ہے۔(17)

9۔خلاصہ:

پاکستانی معاشرے میں صحت کی سہولیات ہر کسی کو حاصل نہیں۔سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹر کے معائنہ سے لے کر لیبارٹری ٹیسٹ اور ادویات کی فراہمی تک قدم قدم پر مریضوں اوران کے لواحقین کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نجی ہسپتالوں میں سہولیات کا فائدہ اٹھانا صرف مالدار طبقے کے لیے ممکن ہے جب کہ غریب اور پس ماندہ طبقات سے تعلق رکھنے والے نجی ہسپتالوں میں علاج کرانے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ پاکستان میں سرکاری سطح پر صحت کی سہولیات کی عدم فراہمی کا ایک بڑا سبب سرکاری اداروں میں سرایت کر جانے والی مالی بدعنوانی ہے۔ پاکستان کے لوگ ہومیو پیتھی طریقہ علاج سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن انہیں ہومیو طریقہ علاج میں بہتر نتائج نہیں ملتے جس کی اہم وجہ ماہر ہومیو ڈاکٹروں کی کمی، معیاری ہومیو پیتھک ادویات کی عدم فراہمی اور بہت سے ہومیو ڈاکٹروں کی مریضوں کے علاج میں عدم دلچسپی ہے۔یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی کثیر تعداد علاج کے لیے حکماء کی جانب جاتی ہے، پاکستان میں حکیموں کا علاج اب قابل قدر نہیں رہا کیونکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ امراض کے اسباب میں اضافہ ہو رہا ہے جب کہ حکیموں کی تحقیق نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایکو پنکچر طریقہ علاج پاکستان میں شاید ہی کوئی جانتا ہو، اگرچہ روحانی طریقہ علاج سے مستفید ہونے والوں کی تعداد تو بہت زیادہ ہے تاہم اس طریقہ علاج سے حقیقی فائدہ مریضوں کی بہت ہی قلیل تعداد کو حاصل ہوتا ہے۔ حکومت اپنے محدود وسائل کے مطابق عوام کو سہولیات بہم پہنچانے کے لیے کوشاں ہے لیکن اتنی بڑی آبادی اور مریضوں کی بہت بڑی تعداد کے سبب یہ سہولیات ہمیشہ ناکافی رہی ہیں۔

10۔سفارشات :

مندرجہ بالا مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے محققین کی تجویز کردہ سفارشات درج ذیل ہیں۔

1۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی آبادی کو مد نظر رکھتے ہوئے شہروں میں ہسپتالوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔

2۔دور دراز علاقوں میں دیہی مراکز صحت پہلے سے موجود ہیں وہاں ڈاکٹروں اور نرسوں کی تعیناتی اور حاضری کو یقینی بنایا جائے۔

3۔ قصبوں اور چھوٹے شہروں میں سرکاری سطح پر معیاری ہسپتال مہیا کیے جائیں تا کہ مقامی لوگوں کو ان کے علاقوں کے قریب صحت کی سہولیات مل سکیں جب کہ بڑے شہروں کے ہسپتالوں پر مریضوں کا دباؤ کم سے کم ہو۔

4۔ سرکاری ہسپتالوں میں کرپشن کو روکنے کے لیے سخت اقدامات کیے جائیں۔

5۔ملک بھر میں دیہی مراکز صحت میں بھی ہومیو پیتھی ڈاکٹر اور حکیم تعینات کیے جائیں تا کہ ایلو پیتھک ہسپتالوں میں مریضوں کا دباؤ کم سے کم ہو۔

5۔ پنجاب کے بڑے شہروں کے سرکاری ہسپتالوں میں حکیم اور ڈاکٹر عرصہ دراز سے تعینات ہیں اور یہاں مریضوں کو مفت ادویات بھی دی جاتی ہیں۔ تاہم اس کے بارے میں بہت ہی کم لوگوں کو معلومات حاصل ہیں۔ان کی مناسب تشہیر بھی ضروری ہے۔

Policy Journal of Social Science Review
Online ISSN 3006-4635
Print ISSN 3006-4627
Vol. 3 No. 12 (2025)

حوالے :

1۔ تنویر شہزاد، نشتر ہسپتال میں لاشوں کی بے حرمتی: اصل کہانی کیا ہے؟ 14 اکتوبر 2022۔ بحوالہ https://www.urduvoa.com/a/bodies-found-on-nishtar-hospital-s-roof-probe-ordered-14oct2022/6789634.html

2۔ مولانا نعمان نعیم، سلام میں احترامِ انسانیت اور انسانی حُقوق کا بُنیادی تصور، روزنامہ جنگ، 25 دسمبر 2020۔

3۔ گلزار ملک، لاہور کے سرکاری ہسپتال اور بیچارے مریض، 10 اگست 2025، روزنامہ جنگ لاہور۔

4۔ لاہور: سرکاری ہسپتالوں میں طبّی عملے کی ہڑتال، آوٹ ڈور بند، مریض خوار، 24 اردو نیوز، 19 اپریل 2025۔

5۔ رابعہ احسن، پاکستان می ہسپتالوں کی حالت زار اور غریب عوام، روزنامہ ہم سب، 7 جولائی 2019۔

6۔ سعد اختر، سرکاری ہسپتالوں کی حالت زار، روزنامہ نوائے وقت، 19 جولائی 2019۔

7۔ ایضا

8۔ ملتان: نشتر ہسپتال میں 25 مریضوں میں ایڈز وائرس منتقل ہونے کی تصدیق، 18 نومبر 2024۔

9۔ ریاض احمد چودھری، صحت کے مسائل اور صحت عامہ کی پالیسی، ڈیلی پاکستان، 13 اکتوبر 2019۔

10۔ https://dailypakistan.com.pk/26-Apr-2024/1704797

11۔ پاکستان میں غیر معیاری اور جعلی ادویات فروخت ہونے کا انکشاف، روزنامہ پاکستان، 29 دسمبر 2021۔

12۔ اظہار اللہ، ’سرکاری ہسپتالوں میں ہڑتال ہے تو نجی کلینک کیوں کھلے ہیں‘ انڈپینڈنٹ اردو، 6 نومبر 2019۔

13۔ کھیل اور تفریح تو اب ہوگی، سجیں گے میدان اِک نئی کل ہوگی، ڈان نیوز ، 19 جنوری 2023 ۔ تفصیل کے لیے دیکھیں۔ https://www.dawnnews.tv/news/1195692

14۔ دیکھیں روزنامہ خبریں۔ https://dailykhabrain.com.pk/2017/02/09/29813/

15۔ شہریار احمد خان ’’ہومیو پیتھی بطور متبادل طریقہ علاج‘‘، روزنامہ پاکستان، 1 اکتوبر 2024۔

16۔ ’ہومیوپیتھی نا کام طریقہ علاج ہے‘، بی بی سی اردو، 28ن اگست 2005۔ تفصیل دیکھیں۔ https://www.bbc.com/urdu/science/story/2005/08/050826_homeopathy_drugs_zs

17۔ اکنامک سروے آف پاکستان، 2024-25